رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر شریف جناب ایڈیٹر صاحب
بحکمہ قادیان


# اخبار نور قادیان

یَھْدِیْ اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

ایڈیٹر:- آلیس محمد یوسف

## ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے چار روپے
" ششماہی ۲ دو روپے چار آنے
چندہ سالانہ سرپرستوں سے عہ
چندہ سالانہ امراء سے چھ روپیہ
ممالک غیر سے صرف ۹ شلنگ

## مستقل قواعد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) دنیا میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) معترضین کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا۔

جلد ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۴۲ء مطابق یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۸


## چند ضروری باتیں

### قومی نعرہ

قوم کا نعرہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو اسکی روحانی تمدنی اور سیاسی زندگی پر دلالت کرتا ہے۔ مسلمانوں کا نعرہ اللہ اکبر ہے۔ اس سے بہتر نعرہ ناممکن ہے۔ سکھوں کا نعرہ ست سری اکال ہے۔ یہ بھی توحید پرستی پر مبنی ہے۔ ہندو صاحبان تاحال اپنا کوئی خاص نعرہ مقرر نہیں کر سکے۔ ہاں کانگرس کبھی کبھی بندے ماترم کا نعرہ لگا دیتی ہے۔ مگر اللہ اکبر کے نعرہ سے بندے ماترم وغیرہ کو کیا نسبت؟ کانگرس اگر کوئی ایسے نعرے کی خواہاں ہے۔ جو انسان میں جوش امنگ ولولہ اور پھر خدا پر اٹل یقین پیدا کر سکے۔ تو اے اللہ اکبر کو اپنا نعرہ بنا لینا چاہیئے۔ اسی سے بہتر نعرہ اسے نہیں ملے گا۔

### کچھ مزید

۱۷ اپریل کے نور میں میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم اس خاکسار کو Veteran مبلغ کے شاندار خطاب سے نوازا۔ اب مجھے میرے عزیز دوست شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر جو اس وقت کی رپورٹ لے رہے تھے۔ نے کچھ مزید معلومات بہم پہنچائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ "اسکے علاوہ Veteran سپاہی سردار محمد یوسف صاحب ہیں۔ جو سکھوں کی مذہبی کتب اور لٹریچر کے پرانے ماہر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دیر سے بہت مفید کام کر رہے ہیں۔" (فرمودہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء سب کمیٹی دعوت و تبلیغ کی رپورٹ پر بحث کے دوران میں) میں پہلے کئی بار یہ اظہار کر چکا ہوں۔ کہ یہ محض حضور کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم ہاں دوست میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ خداوند تعالیٰ مجھے زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے۔

### ہندی سیرت

جیسا کہ ۳ مئی کے نور میں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہندی سیرت پریس میں چھپ رہی ہے۔ گو کاغذ نہ صرف بہت گراں تھا بلکہ نایاب بھی مگر یہ محض اللہ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ایسے اڑے وقت میں بھی اسباب مہیا فرما دیئے۔ اب خدا نے چاہا۔ تو انشاء اللہ جلد ہی یہ نایاب چیز جسکی صدیوں سے ضرورت تھی۔ پبلک کے سامنے آجائیگی۔ ہندوستان میں ہندی دان لاکھوں نہیں کروڑوں ہیں۔ مگر مسلمانوں کی جانب سے آج تک ان کے لئے کوئی شاندار تبلیغی لٹریچر مہیا نہ کیا گیا تھا۔ یہ محض خدا کا فضل ہے۔ جس نے مجھ عاجز کو یہ توفیق دی۔ دوست دعا فرمائیں۔ کہ یہ کام بخیر و خوبی سرانجام ہو۔ اور بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بنے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کسی دوست کو توفیق دے۔ تو وہ اس کار خیر میں میرا ہاتھ بھی بٹائے اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر فی زمانہ غیر مسلموں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے آگاہ کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔

### قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ

جیسا کہ اس سے قبل دو چار دفعہ اظہار کیا گیا ہے۔ اب قرآن مجید گورمکھی ترجمہ کی چند جلدیں ہی دفتر میں ہیں اور وہ بھی اشد ضرورت کے لئے عمداً سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں۔ ورنہ ایک یا دو ماہ میں ہی ختم ہو جائیں۔ دوسرے ایڈیشن پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ پہلا ایڈیشن جتنا کامیاب رہا۔ وہ معزز سکھ اور ہندو دوستوں کی ان شاندار آراء سے ظاہر ہے۔ جو وقتاً فوقتاً نور میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اور یہ دوسرا ایڈیشن نظر ثانی کے بعد خدا کے فضل و کرم سے پہلے سے بھی زیادہ شاندار رہے گا۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کار خیر میں پہلی لبیک جناب چودھری نور الدین صاحب ذیلدار احمدی کی ہے۔ جنہوں نے اس کار خیر میں ۵۰۰ روپے دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور ۳۰۰ عطا فرما چکے ہیں۔ دوسرے ایڈیشن پر سات ہزار خرچ آئیگا۔ یہ کام خدا کے فضل و کرم سے بہرحال ہو کر رہے گا۔ میری یہ دلی خواہش ہے۔ کہ اب کی دفعہ یہ سہرا میرے بھائیوں کے سر رہے خدا میری اس آرزو کو پورا کرے۔ اور دوستوں کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دے۔

### یہ کیوں؟

ایک انجمن احمدیہ کے وائس پریذیڈنٹ صاحب جن کے نام اور مقام کے اظہار کی ضرورت نہیں لکھتے ہیں کہ "ہمارے شہر کی آبادی ۵۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ ... درجے ... دارالخلافہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہاں احمدیہ لائبریری کھولی گئی ہے۔ اس لئے آپ مہربانی فرما کر اپنا اخبار مفت جاری فرما دیں یہ بہت بڑے ثواب کا موجب ہے"! بیچارے دفتر نور کے پاس بھلا کونسا فنڈ ہے۔ کاغذ شدید گراں۔ اخبار پہلے ہی غیر معمولی مقروض۔ اور ہر ماہ ۵۰ روپے کا خسارہ۔ گو ایک آدھ پرچہ کا اس طرح مفت جاری کر دینا ناممکن تو نہیں۔ مگر اس ذہنیت سے مجھے اتفاق نہیں۔ کہ احمدی انجمنیں جن کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے پریس کو مضبوط بنائیں۔ ان کی طرف سے یہ بات ہو۔ اگر وہ ہی توجہ نہ کریں۔ تو پھر کیا آریہ سماج اور سنگھ سبھا توجہ کرے گی۔ میں مشکور ہوں۔ کہ میرے بھائی سب ثواب مجھے ہی دے رہے ہیں۔ مگر میری ہمدردی یہ تقاضہ کرتی ہے۔ کہ اس ثواب میں میرے بھائی بھی شامل ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# مسلمان اور سکھ

میں ۱۵ اپریل کے نور میں اس بات پر ایک حد تک روشنی ڈال چکا ہوں۔ کہ سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے کسقدر قریب ہیں۔ مگر بعض خود غرض لوگوں نے عام طور پر سکھوں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے دُور رکھنے کے لئے یہ غلط فہمی پھیلا رکھی ہے۔ کہ مسلمان گورو گوبند سنگھ کے دشمن تھے۔ اور گورو گوبند سنگھ مسلمانوں کے۔ حالانکہ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو وہ اس سے بالکل برعکس جاتی ہے۔ سکھوں کو مسلمانوں کے برخلاف کرنے کے لئے بڑے سے بڑا گورو گوبند سنگھ کے بچوں کا معاملہ لیا جاتا ہے۔ مگر اس میں گنگو برہمن اور دیوان سجد انند کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جو اس واقعہ کے کسی دوسرے سے کم ذمہ دار نہیں۔ اور نواب شیر محمد خاں مالیر کوٹلہ کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جنہوں نے گنگو برہمن اور سجد انند کے برخلاف اپنی آواز بلند کی۔ اور پھر نبی خاں اور غنی خاں کو بھی اوجھل رکھا جاتا ہے۔ جنہوں نے شہری گورو گوبند سنگھ کو اس وقت پناہ دی۔ جب فوج ان کی تلاش میں تھی۔ اور جبکہ گلاب داس یا گلاب مسند جو ایک طرح سے اس علاقہ میں گورو گوبند سنگھ جی کا نہ صرف مرید بلکہ کارمختار تھا۔ یا بالفاظ دیگر گورو گوبند سنگھ کا نمک خوار تھا۔ اور اس نے گورو صاحب کو پناہ دینے سے صاف الفاظ میں انکار کر دیا تھا۔ جب شاہی کارندے گورو صاحب کی تلاش میں ماچھیواڑہ پہنچے اور نبی خاں اور غنی خاں پٹھانوں سے کہا۔ کہ تم نے گورو صاحب کو چھپا رکھا ہے۔ اور سپہ سالار نے ہمیں ان کی تلاش کے لئے بھیجا ہے۔ لہذا انہیں ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ گورو صاحب کی حفاظت کی خاطر وہ اتنے دُور چلے گئے۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ یہ تو اُچ کے پیر ہیں۔ اور یہ ہمارے ہاں مہمان ہیں۔ شاہی کارکنوں نے کہا۔ کہ اچھی بات ہے۔ آپ کے پیر صاحب سے سپہ سالار نواب دلیر خاں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ جو یہاں سے آٹھ کوس پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان دونوں بھائیوں نے گورو صاحب کو پالکی میں بٹھلایا۔ اور ان کی پالکی کو خود اٹھانے میں فخر محسوس کیا۔ اور اسی پالکی میں ہی گورو صاحب نے یہ آٹھ کوس کا سفر طے کیا۔ گو شہری گورو صاحب کا حلیہ بدلا ہوا تھا۔ مگر حلیہ بدلنے سے شکل تو نہیں بدل جاتی۔ نواب دلیر خاں نے گورو صاحب کو پہچان لیا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا۔ کہ چند شریف مسلمان گورو صاحب کے حق میں ہیں۔ تو انہوں نے سر آنا مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ گورو صاحب کے اعزاز میں دعوت دی۔ پیر بدھو شاہ جو ساڈھورا کے جاگیر دار تھے۔ جب گورو صاحب بھنگانی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ حتیٰ کہ ایسی حالت میں بعض کہلانے والے اپنوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اگر ایسے وقت میں کام آئے۔ تو یہی سید بدھو شاہ جنہوں نے اپنے لڑکے کی کمان میں پانچہزار سپاہیوں کو گورو صاحب کی مدد کے لئے بھیجا۔ حتیٰ کہ اس جنگ میں سید صاحب کا صاحبزادہ بھی کام آیا۔ اگر مسلمان گورو صاحب کو اپنا دشمن سمجھتے۔ تو انہیں ایسے آڑے وقت میں نہ تو پناہ ہی دیتے۔ اور نہ ہی فوجی مدد۔ اور اگر گورو صاحب مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھتے۔ تو ایسی مصیبت کے وقت میں مسلمانوں کے ہاں پناہ نہ لیتے۔

ایسے ہی قاضی پیر محمدؐ سلو حوالہ سید عنایت علی نور پوریا اور سید حسن علی موٹھا ماجریا نے جس دلیری کے ساتھ نواب دلیر خاں کے سامنے گورو جی کے پیر ہونے کی گواہی دی۔ سکھ تاریخیں اس کی شاہد ہیں۔ پھر گورو صاحب اگر مسلمانوں اور ہندوؤں میں امتیاز کرتے۔ تو یہ نہ کہتے۔ کہ

جینہہ تے اٹھ گیو بھرم ارکا ٭ تینہہ اگے ہندو کیا ترکا

یعنی گورو صاحب کی نظر اتنی وسیع تھی۔ کہ وہ ہندو اور مسلمانوں کو بلحاظ خدا کی مخلوق ہونے کے ایک ہی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور پھر آپ فرماتے ہیں کہ :-

دیوا مسیت سوئی پوجا وہ نماز اوئی ٭ دوسرا نہ بھید کوئی بھول بھرم مانیو

یعنی ٹھاکر دوارا اور مسجد دونوں میں ہی اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ پھر تم لوگ پوجا اور نماز میں کیوں فرق کرتے ہو۔ یا نماز اور اذان کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ ایک دفعہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے سامنے سکھ یہ جھگڑا لائے۔ کہ مسلمان اذان دیتے اور ہمارے چونکے چولھے خراب ہو جاتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب موصوف نے مولوی کو دربار میں بلایا اور کہا۔ کہ اذان کا ترجمہ کرو انہوں نے اذان کا ترجمہ کیا۔ جو ٹھیٹھ پنجابی میں درج ذیل ہے۔

"اللہ سب تھوں وڈا ہے۔ میں گواہی دینا ہاں کہ اللہ تھی بنا ہور کوئی پوجنے دے قابل نہیں۔ میں گواہی دینا ہاں۔ کہ شری جگت گورو محمد جی مہاراج اللہ دے بھیجے ہوئے ہین۔ اللہ دی بندگی واسطے آؤ۔ آؤ سچھلتا پاؤ۔ اللہ سب تھیں وڈا ہے۔ اس اللہ تھیں بنا ہور کوئی پوجنے یوگ نہیں۔ اللہ دی بندگی نیند نالوں چنگی اے"۔

شری مہاراجہ بہادر نے یہ ترجمہ سُنکر سکھوں کو کہا۔ کہ اس میں تو کوئی عیب کی بات نہیں۔ مگر سکھ مصر تھے۔ مہاراجہ صاحب نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ آپ لوگ کیوں اونچی آواز سے اذان دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ اسلئے کہ لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور وہ مسجد میں پہنچ کر خدا کی بندگی بجا لا سکیں۔ پھر مہاراجہ بہادر نے پوچھا۔ کہ دن میں کتنی دفعہ اور کس کس وقت یہ اذان دی جاتی ہے۔ مسلمانوں نے کہا۔ پانچ وقت۔ اور فلاں فلاں وقت۔ مہاراجہ صاحب نے سکھوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ آج سے مسلمان اذان نہیں دیں گے۔ اور تم لوگ روزانہ پانچوں وقت ہر ایک مسلمان کے گھر میں جا کر اطلاع دے دیا کرو۔ کہ نماز کا وقت آگیا جاؤ مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔ اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ اگر سکھ وقت پر اطلاع نہ دیں۔ تو مجھے بتلاؤ۔ سکھ اس شرط کو ایک دن بھی نہ نبھا سکے۔ اور مہاراجہ صاحب سے جا کر کہہ دیا۔ کہ بے شک مسلمان اذان دیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اور تعجب تو یہ ہے۔ کہ سکھ اذان کی مخالفت بھی کیوں کریں۔ جبکہ ان کے شری گورو گرنتھ صاحب میں یہ لکھا ہوا ہے

کبیر سپنے ہوں بڑبڑائیکے جینہہ مکھ نکسے رام
تا نکے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

اگر کوئی خواب میں بڑبڑا کر بھی اللہ کا نام لے۔ تو ایسے شخص کی پاؤں کی جوتی اگر میرے چمڑے سے تیار کی جائے۔ تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔

سبحان اللہ کس قدر خدا اور خدا کے بھگتوں سے پریم اس سے بڑھ کر خدا پرستی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

سکھ دوستو! اذان کیا ہے؟ توحید کی طرف بلاؤ اور اللہ اکبر کا نعرہ۔ اب ہم میں سے کون ہے؟ جو اللہ اکبر کے نعرے سے روگردانی کرے۔ خدا ہم سب کو توحید پرستی کی توفیق دے آمین

# شذرات

## ویدوں میں ملاوٹ

۱۲ مئی کا پرکاش لکھتا ہے۔ کہ "مختلف پرلیسوں میں چھپے ویدوں میں مختلف پاٹھ ملتا ہے۔ کسی میں دیو کا ماہے۔ اور کسی میں دیورشی کا ہے صرف اسی پر ہی اکتفا نہیں۔ یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۱۴ کا ترجمہ جو سوامی دیانند صاحب نے کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ اسی طرح ہے یجروید کے منتر تمہارے نام ہیں۔ سام وید تمہارا رحم ہے مگر ہم کرتے اور کہنے یوگ دیودھارن کے یوگ "وام دیورشی" کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانے وید پڑھائے تیسرے سام وید اس کا شریہ ہے"۔ اب وید پہلے ہیں یا وام دیو رشی۔ اگر وید پہلے ہیں۔ تو پھر وام دیو رشی کا ذکر ویدوں میں آنے کے معنے ہی کیا؟ اور یہ دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو یہ کہ وید وام دیو رشی کے بعد کے ہیں۔ اور یا پھر ویدوں میں ملاوٹ تسلیم کرنی پڑے گی۔

## وہ کیا کر رہے ہیں؟

۱۲ و ۱۹ اپریل کے آریہ گزٹ میں لالہ دیوی چند ایم۔ اے لکھتے ہیں۔ کہ "اس وقت ایک لاکھ طالب علم آریہ درسگاہوں میں پڑھ رہے ہیں۔ تین ہزار استاد پڑھا رہے ہیں۔ پچیس لاکھ روپیہ سالانہ تعلیم پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور دو کروڑ روپیہ خرچ آچکا ہے"۔ آریوں کی تعداد کو مسلمانوں سے کوئی نسبت نہیں۔ اور پھر آریہ زیادہ تر ہیں بھی پنجاب میں۔ کم از کم پنجاب کے مسلمانوں نے اس وقت تک کتنے کالج کھولے۔ کتنے ہائی سکول اور کتنا روپیہ تعلیم پر خرچ کیا۔ عیاں راچہ بیاں۔ مسلمانوں کو تو اپنے جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ قدرت بہت بے لحاظ ہے۔ قدرت اسی کا لحاظ کرتی ہے۔ جو اس کا لحاظ کرتے ہیں۔ تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو اقوام کے تمدن اور قسمتوں کو بدل سکتی ہے۔ لہذا اگر مسلمان باوقار زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں تعلیمی دوڑ میں اس قدر تیز گامی کی ضرورت ہے۔ کہ جس سے وہ بازی جیت سکیں۔

## دوسرا پہلو اور آریہ سماج

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ آریہ سماج پچیس لاکھ روپیہ سالانہ تعلیم پر خرچ کر رہی ہے۔ مگر آج تک آریہ سماج میں یہ حوصلہ نہیں ہوا۔ کہ وہ ویدوں کے تراجم پبلک میں لاسکے حالانکہ ان تراجم پر زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ روپیہ خرچ آسکتا ہے۔ ایک طرف آریہ سماج عوام کو ویدوں کی طرف بلاتا ہے۔ اور دوسری طرف ویدوں کے تراجم ان کے سامنے رکھتا نہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔ ایک بزرگ نام مسلمان نے ایک کافر کو پکڑا۔ اور کہا۔ کہ کہو کلمہ ورنہ ابھی تمہاری جان لیتا ہوں۔ اس نے کہا خانصاحب آپ مجھے کلمہ پڑھائیں۔ مجھے پڑھنے میں عذر نہیں۔ خانصاحب نے کہا۔ جا بد قسمت یہ مجھے بھی نہیں آتا"۔ ویدوں کے تراجم نہ کرنے کی وجہ یہی نامہ نگار اپنے اس مضمون میں یہ بیان کرتا ہے۔ کہ "یہ آریہ سماج کی بدقسمتی ہے۔ کہ اس کے نیتا (لیڈر) سنسکرت کے ودوان (فاضل) نہ تھے۔ وہ ویدک (ریسرچ) کا کام نہ کر سکے۔ اور نہ ہی وید بھاش (ترجمہ) کر سکے۔ مطلب یہ کہ ویدوں کی طرف دعوت دینے والے ویدوں کو خود بھی نہ جانتے تھے۔

## انگریزی ہی نہیں گورمکھی اور ہندی میں بھی

یہی نامہ نگار اپنے اس مضمون میں آگے چل کر لکھتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے قرآن کا انگریزی میں بھاشیہ (ترجمہ) کر دیا ہے۔ عیسائیوں نے سنسار (دنیا) کی ۵۲۷ بھاشاؤں میں انجیل کا ترجمہ کر رکھا ہے۔ لیکن آریہ سماج اب تک ویدوں کا ترجمہ نہیں کر سکی"۔ خدا کے فضل سے ہندوستان کی ہی بہت سی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہو چکے ہیں۔ اردو۔ ہندی گورمکھی۔ بنگالی۔ تلنگو وغیرہ اور کئی ایک غیر ملکی زبانوں میں بھی کیونکہ مسلمانوں کی یہ دلی خواہش ہے۔ کہ کوئی فرد بھی کلام مجید کی مقدس تعلیم سے محروم نہ رہے۔

## آریہ سماج زوال کی طرف

آریہ گزٹ کے اسی پرچہ میں پروفیسر لالہ رام ایم۔ اے لکھتے ہیں کہ "آج آریہ سماج میں ایسے لوگ آتے دکھائی نہیں دیتے جو کہ سادگی تپ (ریاضت) تیاگ (ایثار) کی قدر دنیا دی جاہ و حشمت سے زیادہ کرتے ہیں"۔ سچ بات تو یہ ہے۔ کہ قومیں بنتی ہی سادگی ریاضت اور ایثار سے ہے۔ احمدی جماعت کے واجب الاحترام بانی نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ آریہ سماج میں بہت جلد ضعف آجائے گا۔ اور آج یہ بات جس شان سے پوری ہو رہی ہے۔ وہ پروفیسر صاحب موصوف کی اس تحریر سے ظاہر ہے۔

## شری راجگوپال اچاریہ کا نعرۂ حق

شری راجگوپال آچاریہ کانگرسی لیڈر ہیں ایک نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ بجا فرمایا۔ کہ اگر مسلمان اپنے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ انہیں اس سے محروم رکھا جائے۔ اس پر کانگرس کے لیڈر بہت جھنجھلائے۔ حالانکہ اس میں جھنجھلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ایک قوم اپنے حقوق کی حفاظت چاہتی ہے۔ اسے اس سے کیوں محروم رکھا جائے۔ اگر آچاریہ موصوف کی ذہنیت کے چند ایک کانگرسی لیڈر سر دمیدان بن سکیں۔ تو ہندو مسلم سوال آج ہی حل ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں کو بھی یہ بخوبی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر کبھی ہندوستان کو سوراج ملا۔ تو وہ ہندو اور مسلمانوں کے اتفاق سے ہی مل سکے گا۔ اور یہ اتفاق تب ہی ہو سکتا ہے۔ جب ایک قوم دوسری قوم کے حقوق میں دخل نہ دے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کانگرس سب کی سانجھی ہے وہ تو اسی سے ظاہر ہے۔ کہ کانگرس ہندی کا غیر معمولی پروپیگنڈا کر رہی ہے۔

## نور کے چندہ میں اضافہ

کاغذ اس قدر گراں ہو گیا ہے۔ کہ جنگ سے قبل جو رم ایکروپیہ چار آنہ پر ملتا تھا۔ وہ اب سات آٹھ روپے پر بھی ملنا مشکل ہو رہا ہے اکٹھا تو ملتا ہی نہیں۔ ایک ایک دو دو رم کر کے اور ایک ایک دو دو رموں کے لئے آدمی کو لاہور دوڑانا پڑتا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دس روپے رم قادیان میں پڑتا ہے۔ بڑے بڑے صاحب ثروت اور کثیر الاشاعت اخبارات نے نہ صرف یہی کہ اپنے حجم ہی بجائے ۲۴ کے ۱۲ صفحات کے کر دئے ہیں۔ بلکہ اپنی قیمتیں بھی ڈیوڑھی کر دی ہیں حالانکہ ان اخباروں کو ماہوار ہزار ہا روپیہ کی تو اشتہاروں ہی کی آمدن ہے۔ مذہبی اخباروں کے لئے تو پہلے ہی میدان بہت تنگ تھا۔ اور اب کاغذ کی گرانی نے تو اور بھی قافیہ تنگ کر دیا ہے۔ نور کے جتنے خریدار ہیں۔ اور ان میں سے جتنے لوگ اپنی قیمتیں ادا کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ اس سے لگا لیجئے۔ کہ یکم اپریل کو ۲۲ وی۔ پی کئے گئے بصد مشکل آٹھ تقسیم ہوئے۔ اور پھر لطف یہ کہ سب کو بذریعہ خطوط پندرہ روز پیشتر اطلاع دی گئی تھی۔ باوجود اس سرد مہری کے نور اسی شان سے اپنے پورے حجم کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ مگر اب کاغذ کی گرانی نے بے بس کر دیا ہے۔ جہاں دوسرے اخبارات نے باوجود اپنی ہزاروں روپے کے اشتہاروں کی آمدنی کے اپنے حجم نصف کر دیئے۔ اور قیمتیں پچاس فی صدی زیادہ کر دیں۔ وہاں نور اپنی اس بے بسی اور بے مائگی کے باوجود حجم کو کم کرنا تو مناسب نہیں سمجھتا۔ ہاں مجبوراً قیمت میں قریباً بتیس فیصدی کے اضافہ کے بغیر چارہ نہیں۔ لہذا آئندہ نور کا سالانہ چندہ بجائے تین روپیہ کے چار روپیہ ہوگا۔ ہاں جونہی کاغذ کا نرخ اصلاح پر آگیا۔ اسکی قیمت فوراً ہی تین روپے کر دی جائے گی۔ ایسے نازک وقت میں دوستوں کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف یہی کہ وہ اپنے وی۔ پی ہی وصول کریں۔ بلکہ نور کی توسیع اشاعت میں بھی غیر معمولی مربیانہ سعی سے کام لیں۔ پریس قوم کی شان کو بلند کرنے والا ہوتا ہے۔ اس بات کو دوستوں کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

## مسٹر راجگوپال آچاریہ کی فتح

راجگوپال آچاریہ نے بجا کہا۔ کہ ہندوستان کے اتحاد و استحکام کے لئے ضروری ہے۔ کہ پاکستان کا مطالبہ مان لیا جائے۔ مسلمانوں کی مرضی کے خلاف ان پر جابرانہ اقدام قائم کرنا ناممکن ہے"۔ گو راجگوپال آچاریہ کا یہ معقول مطالبہ تو کانگرس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے نہیں مانا۔ مگر صدر کانگرس نے یہ کہا۔ کہ میں اب بھی کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بلاکر اس سے یہ کہنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ مسلم لیگ سے بات چیت کرنے کے لئے پانچ نمائندے منتخب کرے۔ تاکہ وہ مسلم لیگ کے پانچ نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرکے کوئی باعزت سمجھوتہ تیار کرسکیں"۔ کانگرس میں یہ فضاء کس نے پیدا کی۔ کہ پانچ پانچ نمائندے کوئی باعزت حل تلاش کریں۔ صرف راجگوپال آچاریہ کے اس نعرۂ حق نے اور یقیناً یہ آچاریہ موصوف کی نمایاں کامیابی ہے۔ کانگرس کو اویر یا سویرا آچاریہ موصوف کی بات پر کان دھرنا ہی پڑے گا کیونکہ وہ معقولیت پر مبنی ہے۔ مگر دانشمندی اس میں ہے۔ کہ کانگرس جلد سے جلد یہ قدم اٹھائے۔ کیونکہ ایک ایک دن کی تاخیر ہندوستان کو منزلِ مقصود سے دُور لیجا رہی ہے

## ایک قوم کیسے ہے؟

کانگرسی یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمان اور ہندو یہ دونوں ایک ہی قوم ہیں۔ پھر ان میں بٹوارہ کیوں ہو۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو پھر سٹیشنوں پر ہندو روٹی اور ہندو پانی کے کیا معنے؟ ایک ہندو حلوائی کی دوکان پہ ایک مسلمان نہیں جاسکتا۔ ہندو مسلمانوں کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا نہیں سکتے۔ پھر یہ ایک قوم کیسے؟ یہ کون نہیں جانتا۔ کہ ہر دو اقوام کے رہن سہن اور تمدن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر ہندو پہلے اس امتیاز کو اڑا سکیں۔ کم از کم روٹی اور پانی کو ہی ہندو نہ بنائیں۔ پھر تو کوئی سمجھوتہ کی صورت بھی ہوسکتی ہے۔ ورنہ مشکل۔

## کیا کبھی آپ نے غور کیا ہے؟

آج کل نہ صرف یہی کہ کاغذ بہت گراں ہے۔ بلکہ اس کا ملنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں کیا آپ نے کبھی اس پر غور کیا۔ کہ آپ کا کیا فرض ہے۔ نُور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے۔ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ نور کے وہ کونسے خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کونسے دوست ہوں گے جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کردیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ نور پر کئی مشکلات کے وقت آئے۔ مگر موجودہ مشکل وقت سب سے بازی لے جا رہا ہے۔ اس لئے اس طرف جلد توجہ کرنا دوستوں کا ضروری فرض ہے۔

## کیا کبھی آپ نے توجہ فرمائی؟

قرآن کریم کے گورمکھی و ہندی تراجم اور گورمکھی سیرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آئے روز درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ اس وقت تک پندرہ روپے بارہ آنے کا یہ قیمتی لٹریچر دفتر نور اپنی گرہ سے غیر مسلم احباب تک پہنچا چکا ہے۔ جس کی تفصیل ۳ رمئی کے نور میں دی جاچکی ہے۔ اب جناب لالہ کرشن چند صاحب ماتھر قرآن مجید ہندی ایک کاپی پانچ روپے ہیزان بیس روپے بارہ آنے یہ دفتر نور اپنی گرہ سے ادا کرچکا ہے۔ ابھی بیس کے قریب اور غیر مسلموں کی درخواستیں اس مفید لٹریچر کے حاصل کرنے کے لئے دفتر میں آئی پڑی ہیں۔ دوستوں کا فرض ہے۔ کہ اس طرف خاص توجہ دیں گوہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے۔ مگر موجودہ زمانہ میں غیر مسلموں کو قرآن مجید کی مقدس تعلیم اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ سے آگاہ کرنا یقیناً یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے۔

## چند محقق غیر مسلموں کے پتے

چند محقق اور خواہشمند سکھوں اور ہندوؤں کے پتے درکار ہیں۔ جو تعصب سے الگ ہوکر اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیں۔ ایسے شخصوں کے نام ایک سال کے لئے نور مفت جاری کیا جائے گا۔ درخواست پر اگر کسی معزز دوست کی تصدیق ہو۔ تو اچھا ہے۔ جن کے خطوط پہلے آئیں گے۔ انہیں ترجیح رہے گی۔

## پردہ اور آریہ سماج

بالعموم آریہ سماج پردہ کا حامی نہیں۔ ہاں اس پُر آشوب وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ۷ رمئی کا ملاپ لکھتا ہے۔ کہ "بے پردگی بُری ہے..... اب تو ایسا وقت آگیا ہے۔ کہ برقعہ پوش عورتوں کو بھی بغیر کافی انتظام کے باہر نہیں نکلنا چاہیئے"۔ ستیارتھ پرکاش ۳ سملاس دفعہ ۱۴ میں سوامی دیانند جی لکھتے ہیں کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ معلمہ نوکر چاکر لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں ہی ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ مدرسہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے"۔ اس جگہ سوامی موصوف نے پردے کی جس قدر تاکید کی ہے۔ وہ اظہر من الشمس۔ آریہ صاحبان کو چاہیئے۔ کہ کم از کم اس خطرہ کے وقت میں ہی سوامی صاحب کے ارشاد کو بجا لائیں۔

## کاغذ کی نایابی کی وجہ سے اخبار بند ہو رہے ہیں

ایڈیٹر اخبار آریہ ویر لاہور اعلان کرتے ہیں۔ کہ کاغذ کی مشکل کی وجہ سے اخبار آریہ ویر کی اشاعت کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے۔ کوشش کی جائے گی۔ کہ آریہ ویر پھر جلد شائع ہونا شروع ہوجائے"۔ آریہ ویر لاہور سے شائع ہوتا ہے جو اخباری کاغذ کا گھر ہے۔ مگر پھر بھی آریہ ویر کے ایڈیٹر و مالک کو کاغذ کی مشکلات کی وجہ سے اخبار بند کرنا پڑا ہے۔ اس سے آپ نُور کی مشکلات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گذشتہ سال جن دوستوں نے نُور کی قیمت ادا کی۔ ۱۷ رجنوری کے پرچہ میں ان کی فہرست دے دی گئی تھی۔ اس آمدنی پر کوئی بھی اخبار شاید ہی دو ماہ سے زیادہ چل سکے۔ اور پھر آپ تو کاغذ کی گرانی اور پھر نایابی نے مشکلات کی حد کر دی ہے۔ ایک ایک رم کے لئے آدمی کو لاہور دوڑانا پڑتا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ وہ رم قادیان میں دس روپے پر پڑتا ہے۔ حالانکہ جنگ سے پہلے یہ رم زیادہ سے زیادہ ایکروپیہ پانچ آنے میں قادیان پہنچ جاتا تھا۔ میں ماہوار خاصی رقم اخبار کے فنڈ میں اپنی گرہ سے ڈال رہا ہوں۔ ایسے نازک وقت میں دوستوں کو بھی اپنا فرض پہچاننا چاہیئے۔ وہ اس طرح کہ وقت پر اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اور یا وی۔ پی فوراً ہی وصول کرلیا کریں۔ اور نور کی توسیع اشاعت کی جانب خاص توجہ دیں۔ نور کے وہ کونسے خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ پھر وہ کونسے دوست ہونگے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کردیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اور صاحب ہمت دوستوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی گرہ سے قیمت ادا فرما کر سکھوں۔ سناتنیوں اور آریوں کے نام نور مفت جاری کرائیں۔ نور کی جتنی زیادہ اشاعت ہوگی۔ تبلیغ کا میدان اتنا ہی وسیع ہوگا۔

**شکریہ**:۔ ہز ہائینس نواب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب والیٔ منگرول قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کے لئے پچیس ۲۵ روپے ارسال فرماتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ کلام پاک کے گورمکھی ترجمہ نے غیر مسلم احباب پر جو خوشگوار اثر ڈالا ہے۔ وہ ناظرین وقتاً فوقتاً نور میں ملاحظہ فرماتے ہی رہتے ہیں۔ دوسرے دوستوں کا بھی فرض ہے۔ کہ اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں۔ اس مبارک ترجمہ کی جتنی زیادہ اشاعت ہوگی۔ تبلیغ کے لئے اتنا ہی میدان وسیع ہوگا۔ گوہر ایک نیکی اپنے اندر

صفحہ ۱ کا باقی حصہ

گورمکھی ترجمہ قرآن مجید کی ستر تاج نیکیوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# پیغمبرِ اسلام صلعم ایک غیر مسلم کی نظر میں

(از جناب لالہ دولت رام صاحب گپتا رئیس چمبہ)

پیغمبر اسلام حضرت محمد صاحب رسول اللہ دنیا کے ان عظیم المرتبہ مہاپرشوں میں سے تھے۔ جو دنیا میں بہت بڑا روحانی و مجلسی انقلاب پیدا کر سکے۔ رسول اللہ کی پیدائش سے پہلے عرب قوم کی روحانی قوت زائل ہو چکی تھی۔ اخلاق ان سے کوسوں دور جا چکا تھا۔ ترقی سے وہ لوگ بچھڑے ہوئے تھے۔ علم و لیاقت عرب دیش سے تقریباً کوچ کر چکی تھی۔ مجلسی قواعد و اخلاقی امور کی بے قدری ہو رہی تھی۔ صنعت و تجارت سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ ایک قسم کی لامذہبیت ان لوگوں میں دخل کر چکی تھی۔ مجلسی دفاعی اور کئی قسم کی مذہبی متضاد حالتوں میں ایک طرح کی جنگ چھڑی رہتی تھی۔ بے چینی کی آگ میں وہ لوگ جلا کرتے تھے کہ خدا کی طرف سے عرب قوم کو سب سے پہلے راہِ راست پر لانے کے لئے رسول بھیجے گئے۔ جو حضرت محمد صاحب کے نام سے تاریخ عالم میں اپنا نمایاں درجہ رکھتے ہیں۔ جنہوں نے عربوں کی اصلاح کے علاوہ دنیا کو مساوات و اخوت کا پیغام دیا۔

حضرت محمد صاحب و ان کے اسلام کا درجہ تاریخ عالم کا ایک اہم جزو ہے۔ اس مہاپرش کا تاریخ سے اتنا گہرا اور نہ مٹنے والا تعلق ہے۔ کہ وہ اس سے الگ نہیں کئے جا سکتے۔ حضرت رسول قومیت کی بنیاد۔ قومی عروج کی جڑ اور سوسائٹی کی نشوونما کے روح رواں تھے۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ایسے مہاپرش کسی خاص ملک یا خاص قوم کی میراث نہیں ہوتے۔ ان پر سب کا یکساں حق ہوتا ہے۔ سارا جہاں ان سے یکساں فیض حاصل کر سکتا ہے۔ انگریز فلاسفر کارلائل کے الفاظ میں کہ :۔

"وہ (حضرت محمد) قدرت کی گود سے نکلا ہوا زندگی کا ایک زبردست دہکتا ہوا انگارا تھا۔ جو دنیا کے بنانے والے کے حکم سے دنیا کو روشن کرنے اور جگانے کے لئے آیا تھا۔"

حضرت محمد صاحب کی سیاسیات۔ ان کا اخلاق اور ان کی مجلسی تعلیم۔ ان کی دیش بھگتی ایسی چیزیں ہیں جو کسی بھی نسل کسی بھی قوم کے انسان کو انسانیت سکھلانے میں رہنمائی کریں گی اگر آج مذاہب کے نام پر الگ الگ گروہ بندیاں ہٹ جائیں۔ اور مذہب انسانیت کو ماننا شروع کر دیں۔ تو لوگوں میں حضرت رسول اللہ پیغمبر اسلام کی عزت اور بھی زیادہ بڑھ جائے۔ کیونکہ وہ جتنی بڑی روحانیت کے مالک تھے۔ اتنی ہی بڑی انسانیت کے بھی۔ یعنی نہ صرف مذہبی پیغمبر ہی تھے۔ بلکہ دنیا کے بہت بڑے انسان بھی۔

ذیل کی سطور آنحضرت کی طرف سے خدا کے آگے کی گئی دعا کا ایک حصہ ہے۔ اسے پڑھ یا سُن لینے کے بعد حضرت محمد صاحب اور ان کی پاک ذات کی بلندی کے متعلق سوچا جا سکتا ہے۔

"اے اللہ! میرے دل کو پاک کر۔ اس میں کپٹ نہ رہے۔ میرے کاموں کو پاک کر۔ اس میں دکھاوا نہ ہو۔ میری زبان کو پاک کر۔ وہ کبھی جھوٹ نہ بولے۔ میری آنکھوں کو پاک کر۔ ان میں فریب نہ ہو! سچ مچ آنکھوں کے اندر کے فریب کو اور جو کچھ لوگوں کے سینوں میں چھپا رہتا ہے۔ اس سب کو تُو جانتا ہے۔"

حرص و ہوس کے بندوں کی یہ دعا نہیں۔ یہ دنیا کے بہت بڑے روحانی اور مجلسی انقلاب کے علمبردار اور مہاپرش کی دعا ہے۔ اگر حضرت محمد صاحب ایسی دعا نہ مانگتے۔ تو کون مانگتا۔ آج رسول کی امت کو دیکھ کر یہ یقین کرنا پڑے گا۔ کہ خدا نے اس دعا کو سنا اور تسلیم کیا۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ دنیا کی بہت بڑی آبادی اس دعا مانگنے والے کو اپنے دلوں کا بادشاہ سمجھتی ہے۔ اور دیگر مذاہب کے پیرو انہیں عزت اور احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

پیغمبر اسلام نے جو اپدیش دیئے ہیں۔ وہ اس قدر سادہ اور وسیع معانی رکھنے والے ہیں۔ کہ انہیں روحانیت اور اخلاق کا مرقع کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً رسول اللہ سے پوچھا گیا۔ کہ "اسلام کیا ہے"؟ آپؐ نے فرمایا۔ "زبان کو پاک رکھنا اور مہمان کی خاطر کرنا" پھر پوچھا گیا۔ "ایمان کیا ہے"؟ تو فرمایا۔ "صبر کرنا اور دوسروں کی بھلائی کرنا۔"

مومن کی تعریف کرتے ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ :۔ "مومن وہ ہے۔ جس کے ہاتھوں سب آدمی اپنی جان اور مال کو سونپ کر بے خوف رہیں۔"

اسلام۔ ایمان اور مومن کی جو تعریف حضرت رسول نے فرمائی ہے۔ اس سے بڑھ کر سادہ اور بامطلب تعریف کیا ہو سکتی ہے۔ یہ تعلیم صرف مسلمان کہلانے والے افراد اپنے ہی لئے نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ وہ اپدیش ہیں۔ جو بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ پیغمبر اسلام کی سوانح حیات اور ان کے اپدیش پڑھ کر اسلام کو صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اسلام کی تعلیم سے آگاہ ہونا چاہتا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ ایک بار غور کے ساتھ آنحضرتؐ کی زندگی کے واقعات پر بغور نظر ڈالے۔ حضرت رسول کی زندگی کا ایک واقع مکمل تعلیم ہے۔ جس سے اسلام کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

اس ایک واقع سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم کے دل میں غریبوں اور بیکسوں کے لئے کتنا درد تھا۔ کہ ایک بار حضور سفر سے لوٹ کر مدینہ آئے۔ تو سیدھے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے ملنے کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ مکان میں دو چیزیں نظر آئیں۔ ایک ریشمی پردہ جو دروازہ پر لٹکا ہوا تھا۔ اور حضرت فاطمہؓ کے ہاتھوں میں چاندی کے کڑے دیکھتے ہی آنحضرت الٹے پاؤں لوٹ آئے۔ اور مسجد میں بیٹھ کر رونے لگے۔ ادھر انہیں اس طرح جلدی واپس جاتے دیکھ کر حضرت فاطمہ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو یہ پوچھنے کے لئے بھیجا۔ کہ اتنی جلدی کیوں لوٹ گئے۔ حسن صاحب نے جا کر اپنے نانا صاحب سے وجہ پوچھی۔ جواب ملا کہ یہ دیکھ کر شرما گیا۔ کہ مسجد میں لوگ بھوکے بیٹھے ہیں۔ اور میری لڑکی چاندی کے کڑے پہنے اور ریشم کام میں لائے۔" حسن صاحب نے اپنی ماں سے جا کر کہہ دیا۔ اس پر انہوں نے فوراً کڑوں کو توڑ کر اسی ریشمی پردہ میں باندھ کر باپ کے پاس بھیجدیا۔ آپ نے خوش ہو کر انہیں فروخت کر کے روٹیاں منگوائیں۔ اور غریبوں میں تقسیم کر دیں۔ اور پھر فاطمہ کے پاس جا کر کہا۔ اب تو سچ مچ میری بیٹی ہے۔"

اس ایک بات سے نہیں۔ بلکہ اس قسم کی کئی ایک باتوں سے حضرت رسول کی مہانتا معلوم پڑتی ہے۔ ایسے مہاپرشوں کے کام بھی عام لوگوں کی نسبت عجیب خصوصیت لئے ہوئے اور ضمیر کی آواز میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بہت اونچے رہا کرتے ہیں۔ ان کے کام بڑے تلے ہوئے آزمودہ اور معرکہ کے ہوا کرتے ہیں۔

پیغمبر اسلام کی زندگی جتنی سادگی اور تیاگ کی زندگی تھی۔ اتنی شاید ہی دنیا میں آنے والے کسی مہاپرش کی رہی ہو۔ حضرت کی وفات کے بعد ان کے حرم سے پتہ چلا تھا۔ کہ آنحضرت کے گھر کئی کئی مہینوں تک چولہا گرم نہیں ہوا کرتا تھا۔ اور دنیا کی عظیم ترین شخصیت کا خاندان فقط پانی اور کھجور پر گذارا کیا کرتا تھا۔ اگر وہ چاہتے۔ تو شاہی شان و شوکت سے رہ سکتے تھے۔ لیکن سرکاری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیکس زکوٰۃ سے یا صدقے سے ایک کوڑی بھی اپنے صرف میں نہ لاتے تھے۔ ان کی اپنی ملکیت میں کچھ کھجور کے پیڑ اور کچھ اونٹ اور بکریاں تھیں۔ اگر رات کو کوئی سامان بچ جاتا۔ تو وہ عزیزوں میں تقسیم کروا دیا جاتا تھا۔ خود بھوکے رہ کر مہمان کی خاطر کرتے تھے۔ جب ایران روم اور ایتھوپیا کے ایلچی حضرت رسول اللہ کے دربار میں آتے۔ تو دیکھتے۔ کہ عربوں کا یہ انوکھا بادشاہ کسی اونچی مسند پر نہیں بیٹھا کرتا۔ بلکہ زمین پر دوسروں کے ساتھ چٹائی پر بیٹھا کرتا تھا۔

سر ولیم میور نے آنحضرت کی سوانح حیات لکھتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ "محمد صاحب کی ایک خاص عادت تھی۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے آدمیوں کے ساتھ بڑی محبت اور عزت کا برتاؤ کرنا۔ جھک کر چلنا۔ سب پر رحم کرنا۔ کسی کے کہے یا کئے کا برا نہ منانا۔ اپنے اوپر قابو رکھنا۔ دل بڑا اور ہاتھ کھلا رکھنا یہ محمد صاحب کے سمجھاؤ کی باتیں تھیں۔ جو ہر وقت چمکتی رہتی تھیں اور جن کی وجہ سے آس پاس کے سب لوگ ان سے محبت کرنے لگتے تھے۔"

کیوں نہ ہو۔ حضرت محمد صاحب ایسا اخلاق۔ اتنی ایثار نفسی کا ثبوت پیش نہ کرتا۔ تو کون کرتا۔ دیکھنے میں یہ سب معمولی باتیں ہیں۔ لیکن انہیں عمل میں وہی شخص لا سکتا ہے۔ جو دنیا میں خاص مشن لے کر آیا ہو۔ ان معمولی باتوں کے پیچھے ایک اتنا بڑا پن ہوتا ہے۔ جو عوام میں نہیں پایا جا سکتا۔

ان کا آخری پیغام جو وفات سے پہلے دیا۔ اور قرآن شریف میں درج ہے۔ کہ اللہ ان لوگوں کو ہی سُکھ دے گا۔ جو اس دنیا میں بڑے بننے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں کرتے۔ اس دنیا کا لطف انہی لوگوں کے لئے ہے۔ جو اس دنیا میں پرہیزگاری سے رہتے ہیں۔

یہ دنیا کی اس عظیم المرتبہ شخصیت کے لئے جس کا پیغام دل میں سکون۔ جس کی تعلیم نیکی سکھلاتی ہے۔ جس کی زندگی کے واقعات ایثار نفسی کا سبق دیتے ہیں۔ اپنے دل میں عقیدت رکھتا ہوں۔ اور اسی جذبہ کے تحت آج عید میلاد النبی کے روز ان کے مقدس قدموں میں اپنی یہ سطور پیش کرتا ہوں (مأخوذ)

---

# خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ مئی ۴۲ء

## (از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔ میں گذشتہ خطبات میں جماعت کے دوستوں کو جنگ کے متعلق خاص طور پر دعاؤں سے کام لینے کی نصیحت کرتا آرہا ہوں۔ اور آج پھر اس نصیحت کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آج کل جو خبریں آرہی ہیں۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ اور ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے جنگ کو ہندوستان کے بہت زیادہ قریب کر دیا ہے۔ پس آج میں پھر ایک دفعہ جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو دعائیں میں نے دوستوں کو قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے بتائی ہیں۔ اور جن میں یہ بھی شامل ہے۔ کہ سورہ کہف کی پہلی اور آخری دس آیتیں روزانہ پڑھی جائیں۔ یہ سب دعائیں خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے الہام سے ماخوذ ہیں۔ اور ایک خزانہ ہے۔ جو اس کے بندوں کو ملا ہے۔ لوگ اپنے طور پر تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ کہ کوئی ان کو خزانہ مل جائے۔ کوئی کیمیا کی جستجو کرتا ہے۔ کوئی جنوں کو اپنے قابو میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کوئی اسی دیوتاؤں کی نیازیں چڑھاتا ہے۔

غرض مختلف قسم کے ذرائع جن کا کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لوگ اختیار کرتے ہیں۔ مگر جو سچا اور حقیقی ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امداد اور اس کی نصرت حاصل کرنے کا۔ اس کو لوگ بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا رستہ ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا رستہ ہے۔ اور یہ وہ رستہ ہے۔ جس پر چلنے والے کی مدد کرنے کا خود اس نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ پس قرآن کریم کی ان دعاؤں کو یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کو یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعاؤں کو خاص طور پر پڑھنا اور جماعتی طور پر پڑھنا یقیناً بہت نیک نتائج پیدا کرنیوالی چیز ہے۔ پس ان پُرخطر ایام میں ان دعاؤں پر خاص طور پر زور دینا چاہیئے۔ اور جماعتی طور پر زور دینا چاہیئے۔ جماعتی طور پر دعاؤں پر زور دینے کا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ کمزور ہوتے ہیں۔ وہ بھی اس طرح دعاؤں میں شریک ہو جاتے ہیں جب جماعتی رنگ میں دعا نہیں ہوتی۔ تو صرف چند لوگ دعا کرتے ہیں۔ اور باقی غفلت اور سستی کی وجہ سے یا اپنی بے علمی کی وجہ سے ان دعاؤں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ کئی لوگ دعا کا ارادہ تو رکھتے ہیں۔ مگر بھول جاتے ہیں۔ اور کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو بھولے تو نہیں۔ مگر ۔ ۔ ۔ ئے آتی ہی نہیں۔ اور ان میں اتنی چستی یا اتنا علم نہیں ہوتا۔ کہ وہ ان دعاؤں کو یاد کر سکیں۔ پھر کئی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو غفلت کی وجہ سے ان دعاؤں میں اتنے جوش کا اظہار نہیں کرتے۔ جتنے جوش کا اظہار انہیں کرنا چاہیئے۔ مگر جب اس قسم کے لوگ دوسروں کے ساتھ دعا میں شامل ہوتے ہیں۔ تو انہیں بھی دعاؤں میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اجتماعی دعاؤں میں ہمیشہ یہ نظارہ نظر آتا رہتا ہے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے اختتام پر یا مجلس شوریٰ کے آخر میں۔ یا رمضان کے دنوں میں۔ درس قرآن کریم کے خاتمہ پر جب اجتماعی رنگ میں دعا کی جاتی ہے۔ تو کس طرح لوگ چیخ چیخ کر رونے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہی لوگ اپنے گھروں میں شاید دو دو مہینے میں بھی دعاؤں میں ایک آنسو نہیں بہاتے۔ مگر ایسی مجالس میں شامل ہو کر ان کے دو دو سو آنسو بہہ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر اور ان کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ایسا روحانی اثر ان پر پڑتا ہے۔ کہ ان میں ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ گو وہ تبدیلی عارضی اور وقتی ہوتی ہے۔ مگر بہرحال اس وقت ان میں ایسا جوش اور اخلاص رونما ہو جاتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں میں ایسی رقت اور ایسا سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے۔ جو ان کی دعاؤں کو قبولیت کے قابل بنا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ دوسروں کی پُر اخلاص دعاؤں کی وجہ سے ان کی دعاؤں کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے "تاجر بعض دفعہ اچھی چیز کے ساتھ بعض بُری چیزیں ملا کر رکھ دیتے ہیں۔ اور جب اچھی چیز فروخت ہوتی ہے۔ تو اس کے ساتھ بُری چیز بھی فروخت ہو جاتی ہے۔ ولایت میں چونکہ قیمتیں زیادہ مل جاتی ہیں۔ اسلئے وہاں تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ تاجر اچھی چیزوں کو الگ رکھ دیتے ہیں اور ناقص چیزوں کو الگ۔ مگر ہمارے ملک میں یہ رواج ہے۔ کہ تاجر اچھی اور بُری دونوں چیزیں ملا دیتے ہیں۔ مثلاً دس سنگترے اچھے ہوئے تو دو ناقص سنگترے ان میں ملا دیتے ہیں۔ اس طرح گاہک جب سنگترے خریدتا ہے۔ تو اسے تاجر اچھے اور بُرے دونوں سنگترے ملا کر دے دیتا ہے۔ اور گاہک بھی کہتا ہے۔ کہ کیا ہوا۔ بارہ میں سے دو ہی خراب ہیں۔ یا سولہ میں سے دو سنگترے ہی ناقص ہیں۔ باقی تو اچھے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور جب اکٹھی دعائیں پہنچتی ہیں۔ تو ان میں سے کچھ مخلصانہ ہوتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ کمزور ہوتی ہیں۔ اور کچھ بالکل خراب اور ردّی ہوتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان سب کو قبول کر لیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ یہ **مشترک سودا** ہے۔ اس میں اگر کچھ ناقص دعائیں آگئی ہیں۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ پس جو دعائیں متحدہ طور پر مانگی جائیں۔ ان کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر ان میں کوئی خراب اور ناقص دعائیں ہوں تو وہ بھی قبول کر لی جاتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ ناقص دعائیں اچھی دعاؤں کے ساتھ مل کر آئی ہیں۔ اور چونکہ سودا مشترک طور پر پیش ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ رحیم و کریم ہے۔ اس لئے وہ صرف مخلص لوگوں کی دعائیں ہی قبول نہیں کرتا۔ بلکہ کمزور لوگوں کی دعائیں بھی قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح جہاں دعا کرنے والے کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثواب مل جاتا ہے وہاں اسکی دعا سے قوم کو بھی فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ گویا متحدہ دعائیں ایک طرف تو کمزور لوگوں کو **زیادہ سے زیادہ ثواب** بہم پہنچاتی چلی جاتی ہیں۔ اور دوسری طرف ان کی دعاؤں سے قوم ترقی کرتی ہے۔ کیونکہ جہاں تک دعا کا انسان کی ذات سے تعلق ہے۔ وہ ایک عبادت ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔ جیسے کسی اور عبادت پر اسکی طرف سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح جب قوم اور ملک کے فائدہ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ تو لازماً قوم اور ملک کو فائدہ پہنچتا ہے

پس **اجتماعی دعاؤں** کے نتیجہ میں جہاں تک عبادت کا تعلق ہے۔ کمزور انسان کو بھی دعا کا ثواب مل جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی دعا ثواب والی نہیں ہوتی۔ بلکہ لولی۔ لنگڑی اور ٹوٹی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ وہ دعا سب دعاؤں کے ساتھ پیش ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر بھی ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ غرض دعا کا یہ **ثوابی پہلو** نہایت اہمیت رکھنے والی چیز ہے۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ کہ جس شخص کی ایک دعا قبول ہو کر اسے ثواب مل جائے گا۔ لازماً وہ اور دعا کرے گا۔ اور پھر اور ثواب حاصل کرے گا۔ اس طرح وہ اپنے اخلاص اور **ایمان میں ترقی** کرتا چلا جائے گا۔ کیونکہ جب خدا کسی کو ثواب دیتا ہے۔ تو اس کا ایک حصہ ایمان کی صورت میں دیتا ہے۔ اور جو بار بار ثواب ملتا رہے۔ اس کا ایمان آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا ہے۔ غرض اس میں پس دوسروں کے ساتھ مل کر دعا کرنے کا قوم کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور خود انسان کی اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور جو شخص ایسا کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بدلہ ملیگا۔ اس کا کچھ حصہ **ایمان کی زیادتی** کی شکل میں ملے گا۔ اور اس طرح اس کے ایمان میں بھی تازگی اور قوت پیدا ہو جائے گی۔ پس نہ صرف قوم اسکی دعا سے فائدہ اٹھائیگی بلکہ وہ بھی ایمان کی زیادتی کی شکل میں اس سے فائدہ اٹھائیگا۔

غرض اجتماعی دعائیں اپنے اندر خاص رنگ اور خاص حیثیت رکھتی ہیں۔ جیسے **انفرادی دعائیں** بھی ایسی حیثیت رکھتی ہیں۔ جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

انفرادی دعا اعلےٰ ترین مخلصوں کے لئے نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی چیز ہے۔ جب وہ دنیا سے الگ ہو کر اکیلے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو ان کا جو ناز اور پیار اپنے رب سے ہوتا ہے۔ اسکی مثال مجلس کی دعاؤں میں نہیں مل سکتی۔ مگر مجلسی دعاؤں میں کمزور اور ناتوان اور تھوڑے ایمان والوں کے دلوں میں مضبوط ایمان رکھنے والے بھائیوں کو دیکھ کر جو جوش پیدا ہوتا ہے۔ وہ جوش اور وہ درد انہیں انفرادی دعاؤں میں میسر نہیں آسکتا۔ پس **مجلسی دعائیں** اپنی عام حیثیت اور وسعت کے لحاظ سے مفید ہیں۔ اور دونوں ہی اپنی اپنی جگہ نہایت کارآمد اور مفید چیزیں ہیں۔

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس نازک موقعہ پر میں نے جو تحریک کی ہوئی ہے۔ کہ نمازوں میں امام اور مقتدی مل کر اور الگ الگ **کثرت کے ساتھ دعائیں کریں**۔ اسے کسی صورت میں بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ بلکہ اس پر زیادہ سے زیادہ پختگی اور مضبوطی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ بعض جگہ چونکہ احمدیوں کی مسجدیں نہیں ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ بعض جماعتیں غفلت سے کام لے رہی ہوں۔ اور انہوں نے التزام کے ساتھ ان دعاؤں کی طرف توجہ نہ کی ہو۔ اگر ایسا ہی ہو۔ اور کسی جماعت میں یہ غفلت اور سستی پائی جاتی ہو۔ تو وہاں کی جماعت کے کسی اور مخلص دوست کو چاہیئے۔ کہ یہ کام اپنے ذمہ لے لے۔ اور **امام اور مقتدیوں دونوں کو توجہ دلاتا رہے**

کہ وہ کسی نہ کسی نماز میں ان دعاؤں کو جو میں بتا چکا ہوں پابندی کے ساتھ مانگتے رہیں۔ (الفضل)

---

# چین کے مسلمان

چین میں مسلمانوں کی مجموعی آبادی تقریباً پانچ کروڑ ہے۔ یہ آبادی بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت سیکانگ۔ زچوان۔ کنسو اور ین نان کے مغربی صوبوں میں ہے۔ جنوب میں فیوکین میں متعدد مسلمان ہیں۔ اور ہوپھ میں بھی اسلامی مرکز پائے جاتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ پیکن۔ کے جنوب کے بعض شہروں میں مسلمانوں کی جو آبادی ہے۔ وہ ان کی مجموعی آبادی کی ایک تہائی ہے۔ یہ بات باعث دلچسپی ہے۔ کہ ایک چھوٹے تبتی قبیلہ نے نہایت گرم جوشی سے اسلام قبول کر لیا ہے۔

بظاہر چین میں اسلامی اثرات شمالی افغانستان اور ترکستان کی طرف سے آئے ہیں۔ منگ خاندان نے جس کی چین میں چودھویں اور سترھویں صدیوں کے درمیان حکومت تھی۔ ترکستان سے آنیوالے مسلمانوں کی شمالی مغربی چین میں آباد ہونے کے لئے حوصلہ افزائی کرنے کی ایک قطعی پالیسی اختیار کی تھی۔ لیکن اس سے بھی قبل ساتویں صدی سے تیرھویں صدی تک ٹانگ اور سنگ کی حکومت کے زمانہ میں چینگیانگ اور فیوکین کے ساحلوں پر عربوں کی بستیاں زیادہ ہو گئیں۔ چنغائی کے صوبہ میں دریائے یلو پر ایک قبیلہ آباد ہے۔ جو سالار مسلم کے نام سے مشہور ہے۔ تقریباً تین سو سال ہوئے۔ کہ اس قبیلہ کے لوگ سمرقند سے آئے تھے۔ اور اب تک ان لوگوں نے نہایت گرمجوشی سے سمرقند سے تعلقات قائم رکھے ہیں۔

**رسومات اور ادارے** | چینی شاہی پالیسی یہ تھی کہ مسلمانوں کو خود اپنے قانون پر عملدرآمد کرنے کی اجازت تھی۔ یہ دستور تھا۔ کہ ان مقدمات میں جو مسلم اور غیر مسلم لوگوں کے درمیان ہوتے تھے اور جن میں مدعا علیہ مسلم ہوتا تھا۔ قانون اسلام کے مطابق فیصلہ کیا جاتا تھا۔ جمہوریہ نے بھی یہی پالیسی جاری رکھی۔ اور اس بات کی کوشش کی کہ ان کے معاشرتی رسم و رواج کا احترام کیا جائے۔ جو مذہبی اصول کے ساتھ اس طرح گھل مل گئے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

عام طور سے فرقہ کو متعدد جماعتوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر جماعت کو کسی متبرک شہر یا مسجد سے متعلق کر دیا جاتا ہے۔ پرانی رسم یہ تھی۔ کہ تمام اماموں کو ہوچاؤ میں تربیت دینے پر زور دیا جاتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہوچاؤ کو ایک سیاسی قوت طاقت حاصل ہو گئی۔ اماموں کو تربیت دینے کا امتیاز حال ہی میں سانگ حاصل کر رہا ہے۔ اور ہوچاؤ کا اقتدار رفتہ رفتہ کم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا جارہا ہے۔ دوسرے مرکز ہیفنگ (ہونان) ہیچانگ (مشرقی کنسو) کیومنگ (ین نان) وغیرہ ہیں۔

تقریباً تمام مسلمان سُنّی ہیں۔ اور صوفی اعتقاد کا محض ایک چھوٹا سا فرقہ ہے۔ جو جہریہ کے نام سے مشہور ہے بعض نوجوان مسلمان [illegible] رکھتے ہیں۔ اور تبلیغی کام انجام دینے میں کافی کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔

## سالار اعظم کے ساتھ وفاداری

اس فرقہ کے موجودہ نوجوان افراد پرہیز گار مسلمان ہیں۔ اور چیانگ کائی شیک کے مخلص پیرو ہیں۔ انہوں نے کیومنتانگ کے اندر ایک لیگ قائم کی ہے۔ "جونشنا سالوشن السوسی الر[illegible]" کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے پیننگ میں ایک نارمل سکول قائم کیا ہے۔ جس میں وہ آنے والے زمانے کے لئے نوجوان اور عملی لیڈر تیار کر رہے ہیں۔

ٹسنگھائی۔ کنسو۔ ننگہسیا کی مسلم فوجوں میں تقریباً اسی ہزار سپاہی ہیں۔ مالوفانگ کی اعلیٰ قیادت میں سپاہیوں کی ایک شاندار جماعت نے حملہ آور کو متعدد شکستیں دی ہیں۔ یہ بات قابل تذکرہ ہے۔ کہ جنرل پائی چنگ نسی چینی جنرل اسٹاف کے ڈپٹی چیف۔ جنرل چیانگ کائی شیک کے معتمد ترین آدمیوں میں سے ہیں۔ یہ "ما" فرقہ کے مسلمان ہیں جو آزادئ چین کے لئے دل و جان سے لڑ رہا ہے۔ جن مزدوروں نے زبردست برما روڈ کی تعمیر میں مدد دی۔ ان میں زیادہ تر مسلمان تھے۔

## چین اور اسلامی ممالک

چین اور مکہ معظمہ کے درمیان تعلقات ہمیشہ ایک روحانی رشتہ سے منسلک رہے ہیں۔ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے۔ کہ حکومت ہند نے متعدد چینیوں کی مکہ معظمہ جانے کے سلسلہ میں مدد کی اور ان کی خبر گیری کرتی رہی۔ تک کہ ماسعد عبد الرحمن دان شان۔ چینی نائب وزیر قونصل مقیم جدہ نے جو الاہر یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں۔ بعد میں ان کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔

چینی سفیر مقیم ترکی ڈاکٹر چانگ کا بغداد میں چین اور ترکی کے درمیان ایک دوستانہ معاہدہ کی گفت و شنید کرنے کے لئے آنا اس بات کی واضح علامت ہے۔ کہ چین مشرق وسطیٰ کے ممالک کے ساتھ قریبی تعلقات بڑھانا چاہتا ہے۔ اور یہ اسلامی ممالک سے چین کے بارہ صدیوں کے تعلقات رکھنے کا بین ثبوت ہے ملایا

# ہوائی حملہ سے محفوظ رہنے کے طریقے

حکومت ہند کے شہری دفاع کے لئے محکمہ نے جو ہوائی حملہ کے بچاؤ کی دستی کتاب عطا (ہندوستان) شائع کی ہے۔ اس کے پہلے حصہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ ہوائی حملہ کے وقت اگر کوئی شخص میدان میں ہو۔ تو اسے کہیں کے سہارے فوراً اوندھا لیٹ جانا چاہیئے۔

کتاب میں لکھا ہے۔ کہ سب سے زیادہ اہم بات جسے یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ ہے کہ جب بم پھٹتا ہے۔ تو زور کا دھماکا ہوتا ہے۔ اور عمارتوں کا ملبہ نیز بم کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوا میں پھیلتے اور اوپر کی طرف اڑتے ہیں۔ اس وہ سب دھماکے [illegible] زور ہو۔ اور آس پاس کہیں پناہ گاہ نہ ہو۔ تو سطح زمین پر ہونے کے مقابلہ میں گڑھے میں ہونا بہتر ہے۔ چاہے وہ موری یا نالہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور سیدھے کھڑے رہنے کے مقابلہ میں نیچے دبک جانا یا اوندھا لیٹ جانا اچھا ہے۔

## سب سے محفوظ طریقہ

سب سے محفوظ طریقہ اوندھا لیٹ جانا ہے۔ اس طرح کہ کہنیاں زمین پر ٹکی رہیں۔ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے پیچھے رکھ لئے جائیں۔ اور سینہ زمین سے کچھ اٹھا رہے۔ تاکہ زمین کے جھٹکے سے اندرونی چوٹ نہ لگے۔ تہ کئے ہوئے رومال یا ایسی ہی کسی دوسری چیز کو دانتوں میں مضبوط دبا لینے سے جبڑا ٹوٹنے اور زبان کٹنے سے محفوظ رہتی ہے۔

اگر قریب ہی بم پھٹے۔ تو اس کا دھماکا اتنے زور کا ہو سکتا ہے۔ کہ اس سے نہ صرف عمارتوں کو نقصان پہنچے۔ بلکہ عمارتیں گر بھی سکتی ہیں۔ مگر انسانی جسم پر اس کا اثر بحیثیت مجموعی اس سے ہلکا ہوتا ہے۔ جسمانی تصادم سے پھیپھڑوں اور بعض مرتبہ دیگر اندرونی اعضاء کو صدمہ پہنچ سکتا ہے۔ مگر براہ راست شدید یا مہلک صدمہ اس وقت پہنچ سکتا ہے۔ اگر بم بہت ہی قریب پھٹے۔

یہ خیال کہ دھماکے سے منہ اور ناک کے اندرونی حصے متاثر ہوتے ہیں۔ [illegible] حالت میں منہ اور ناک کے ذریعہ ہوا نکالنا جسم کے اندرونی اعضاء کو صدمہ پہنچا [illegible] غلط ثابت ہو چکا ہے۔

## کان کے پردے بچانا

دھماکے سے کان کے پردوں کو چوٹ آسکتی ہے۔ ان کی حفاظت اس طرح کرنا چاہیئے۔ کہ روئی کان میں رکھ لی جائے۔ روئی بہت دبا دبا کر نہ ٹھونسی جائے۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو اس کو ویسلین میں تر کر لیا جائے۔ اس سے دھماکے کی آواز اور جھٹکے کا زور دھیما پڑ جاتا ہے۔

## عمارتوں کے قریب اور چھپنے کی دیگر جگہوں میں حفاظت

دیوار یا محراب بم کے ٹکڑوں ملبہ اور بم کے اندر بھرے ہوئے دھار رکھنے والے فولادی ٹکڑوں [illegible] سیارہ سی وپس [illegible] ہوئے مردوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ مگر آدمی چاہے کسی عمارت کے اندر ہو یا باہر اسے یہ نہ بھولنا چاہیئے۔ کہ جو جھٹکا دیوار یا مٹی کی کسی اور تعمیر سے منتقل ہوتا ہے۔ اس سے شدید اندرونی چوٹ پہنچتی ہے۔ اس لئے یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عمارت یا خندق کے کسی حصہ سے ٹیک لگانا بہت مخدوش ہے۔ ہاں اگر اپنے اور تعمیر کے درمیان تکیہ یا کوٹ لپیٹ کر رکھ لیا جائے۔ تو حفاظت ہو جائے گی۔

## کھڑکیاں ضرور کھلی رکھو

مکان کے اندر ہو۔ تو باہر والی دیواروں کے پیچھے رہنا اور دروازہ یا کھڑکی کی سیدھ میں نہ ہونا زیادہ اچھا ہے۔ چمنی کے آگے نکلے ہوئے حصے یا اسی طرح کی دیگر چیزوں سے جو کونے بن جاتے ہیں۔ وہ اچھی جگہیں ہیں۔ ایک خاص خطرہ شیشوں کے اڑتے ہوئے ٹکڑوں سے ہوتا ہے۔ کھلی ہوئی کھڑکیاں جھٹکے کی مزاحمت زیادہ نہیں کرتیں۔ اسلئے کھڑکیاں کھلی ہوں۔ تو ان کے ٹوٹنے کا امکان کم ہے۔ مگر شیشے کے اڑتے ہوئے ٹکڑوں سے بچاؤ کی مزید احتیاطیں برتنے کی بھی سخت تاکید کی گئی ہے۔ اور ان سے بچاؤ کے مجوزہ طریقوں کی تفصیلات دستی کتاب میں درج ہیں۔

چھپ جانے کے بعد وہیں ٹھیرے رہو۔ یہ دیکھنے کے لئے باہر نہ نکلو۔ کہ بم کہاں گرا تھا۔ ایسا کرنے میں بہت سے آدمی دوسرے گرنے والے بم سے مارے گئے ہیں۔ (کانفرنس گزٹ)

## وصیت ۶۰۹۱

منکہ خواجہ محمد شریف ولد خواجہ میراں بخش صاحب قوم نانک کشمیری پیشہ زراعت و تجارت عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۲ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے دو مکان ایک شہر میں دوسرا ٹاؤن کمیٹی کے جنوب مشرق کی طرف میرے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ جن کی قیمت اس وقت اندازاً اڑھائی تین ہزار کے قریب ہے۔ اس [illegible] ہو کاروبار کروں گا۔ اس کا بھی اور جائیداد مکانات کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور آئندہ اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو جائے ۳

ملبند احمدی پبلشر صدر محلہ دار الفتوح۔

گواہ شد نور الدین تاجر محلہ دار الفتوح۔ گواہ شد [illegible] دار الفتوح قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# مسلمانانِ ہند اور چین کے تعلقاتِ اخوت

اسلام نے ہر مسلمان کہلانے والے کو خواہ وہ عربی ہو یا عجمی۔ کالا ہو یا گورا۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ایک ایسی سلک میں منسلک کر دیا ہے۔ کہ اگر اسکی نگہداشت کی جاتی۔ تو دنیا میں مسلمانوں پر کبھی ادبار نہ آتا۔ لیکن افسوس کہ جوں جوں مسلمان اسلام کے مغز سے بے بہرہ ہوتے گئے۔ اور احکام اسلام کے متعلق لاپرواہ۔ ان میں سے باہمی ہمدردی۔ یگانگت۔ وابستگی اور اتحاد کی روح بھی مردہ ہوتی گئی۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والے ایک دوسرے کے سب سے زیادہ دشمن اور سب سے زیادہ بدخواہ ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ اخبار "مدینہ" نے مسلمانوں کے اور نقائص بیان کرنے کے علاوہ یہ رونا بھی رویا تھا کہ

"بھائی کی عزت پر حملہ کرنا ان کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ نہ اپنی تکلیف پر صبر ہے۔ نہ دوسرے کی تکلیف کا احساس ہے۔ ۔۔۔ جہالت اور بد اخلاقی پر انہیں ناز ہے۔ اعتماد کی روح مردہ ہو چکی ہے۔ راز کی کوئی بات ان میں پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اغیار سے مل کر مسلمانوں کی گردنوں کو کٹوانا ان کا روز کا مشغلہ ہو گیا ہے۔"

اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ایک طرف تو مسلمانوں میں سے اخوت و ہمدردی محبت اور اخلاص کا مادہ مفقود ہو گیا ہے۔ اور دوسری طرف دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کا آپس میں کوئی رابطہ اور اتحاد باقی نہیں رہ گیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے روئے زمین کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے بھائی قرار دے کر متحد رہنے کی نہ صرف اپنے کلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ تعلیم دی۔ بلکہ ایسے ذرائع بھی رکھ دیئے۔ کہ ان پر عمل کرنے سے تمام مسلمان ایک سلک میں منسلک رہ سکتے تھے۔ مثلاً روزانہ پانچ وقت قریب کی مسجد میں اجتماع۔ جمعہ کے روز جامع مسجد میں سارے شہر یا قریب قریب کے دیہات کا اجتماع اور عیدین کے موقعہ پر ایک علاقہ کا اجتماع اور پھر حج کے موقعہ پر تمام دنیا کے مسلمانوں کے نمائندوں کا مکہ معظمہ میں اجتماع اتنی بڑی نعمت ہے۔ کہ اگر ان اجتماعوں سے صحیح طور پر فائدہ اٹھایا جاتا۔ تو مسلمان بنیان مرصوص بنے رہتے کسی کو انہیں نقصان پہنچانے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور وہ بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ دنیا میں تبلیغ اسلام کر سکتے۔ اور ترقی کی طرف بڑی سرعت کے ساتھ قدم بڑھا سکتے۔ لیکن جب مسلمانوں میں نماز باجماعت ادا کرنے کی وقعت نہ رہی۔ احکام دین پر عمل کرنے سے لاپرواہ ہو گئے۔ تو ان کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ ایک دوسرے کے حالات سے ناواقف ہو گئے۔ ایک دوسرے سے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات مفقود ہو گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ کہ عام مسلمانوں کو پتہ نہ رہا۔ کہ دنیا کے کس کس علاقہ میں مسلمان بستے ہیں۔ اور کن حالات میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

اس وقت ہم ہندوستان اور چین کے مسلمانوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ یہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے بالکل قریب واقع ہیں۔ اور دونوں میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد بستی ہے۔ لیکن ان کے آپس کے تعلقات بالکل مفقود ہیں۔ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے بہت بڑے حصہ کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ چین میں تقریباً پانچ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ یہ آبادی بہت دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت سیکیانگ۔ زچوان کینسو اور ینان کے مغربی صوبوں میں ہے۔ جنوب میں فیوکین میں بہت سے مسلمان ہیں۔ اور ہوپے میں بھی اسلامی مرکز پائے جاتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ پیکن کے جنوب کے بعض شہروں میں مسلمانوں کی جو آبادی ہے۔ وہ ان کی مجموعی آبادی کی ایک تہائی ہے۔

غرض چین میں مسلمان نہ صرف بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ بلکہ انہیں کافی اہمیت بھی حاصل ہے۔ شنگھائی مکنسو تنگھسیا کی مسلم فوجوں میں قریباً اسی ہزار سپاہی ہیں۔ اور انہوں نے جاپان کے مقابلہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ مسلمانانِ ہند یہ بات بڑی خوشی اور فخر سے سُنیں گے۔ کہ جنرل پائی چنگ لنسی۔ چینی جنرل اسٹاف کے ڈپٹی چیف جنرل چیانگ کائی شیک کے معتمد ترین آدمیوں میں سے ہیں۔ اور یہ "ما" قبیلہ کے مسلمان ہیں۔ جو آزادیٔ چین کے لئے دل و جان سے لڑ رہا ہے۔ جن مزدوروں نے برما روڈ تعمیر کی۔ ان میں زیادہ تر مسلمان تھے۔

ان حالات میں یہ نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ گورنمنٹ چین کی منظوری سے مشہور مسلم ایسوسی ایشن کے سیکرٹری عثمان دوکیں سون صاحب اس لئے ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ کہ مسلمانانِ ہند اور چین کے درمیان تعلقات اخوت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ مسلمانانِ ہند کو چاہیئے۔ کہ اپنے اس معزز مہمان اور اسلامی بھائی کا نہایت خلوص سے خیر مقدم کریں۔ اور جس مبارک مقصد کو لے کر وہ ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔ اس میں کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن امداد دیں۔ اس کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ دونوں ممالک کے مسلمانوں کے لئے نہایت خوشگوار اور مفید ثابت ہوگا۔

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ مسٹر عثمان صاحب نے اپنے وفد کی آمد کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "چین میں ہندوستان بالخصوص مسلمانانِ ہند کے حالات کا بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ جب جنرل چیانگ کائی شیک ہندوستان سے واپس ہوئے۔ تو ان سے مسلمانانِ ہند کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ لیکن وہ کافی نہ تھیں۔ اب میں یہاں اسلامک فیڈریشن کی ہدایت پر آیا ہوں۔ تاکہ مسلم عوام اور مسلمان لیڈروں سے قُرب حاصل کروں۔ ہمارا یہاں آنا حسن تفاہم کی بنیاد پر ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے اور ہندی مسلمانوں کے درمیان رابطہ پیدا ہو جائے"۔

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند اور مسلمانانِ چین کے درمیان اس وقت تک بیگانگت اور ایک دوسرے سے ناواقفیت کی بہت بڑی دیوار حائل ہے۔ اب جبکہ اس دیوار کو دُور کرنے کا ایک موقعہ پیدا ہوا ہے۔ تو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ایسی بنیاد قائم کرنی چاہیئے۔ کہ اس پر آئندہ مسلمانانِ ہند اور چین کی اخوت اسلامی کا شاندار قصر تعمیر کیا جا سکے

اس بارے میں حکومت ہند کو بھی پوری پوری امداد دینی چاہیئے اس وقت جاپان کے مقابلہ میں ہندوستانی اور چینی فوجیں جو دادِ شجاعت دے رہی ہیں۔ اس کا بھی تقاضہ ہے۔ کہ چین اور ہندوستان کے مسلمانوں کے تعلقات مضبوط ہوں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ طاقت کے ساتھ متحدہ دشمن کا مقابلہ کیا جا سکے۔ حکومت کو چاہیئے۔ کہ مسلمانانِ چین کے وفد کا پروگرام جلد سے جلد شائع کرنے کا انتظام کرے۔ اور ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے مسلمانوں سے ملنے اور ضروری حالات معلوم کرنے کے لئے سہولت بہم پہنچائے۔ تاکہ ہندوستان کے ہر علاقہ کے مسلمان وفد کے شایانِ شان استقبال کر سکیں۔ اور تبادلۂ خیالات کر کے اس کے مقصد کو تقویت پہنچائیں۔

(الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

**۶۰۸۸ء** ۔ منکہ کرم الٰہی ظفر ولد چودھری اللہ بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ واقف زندگی عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳ ۱۲ ۱۹ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔ خاکسار کو حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے مبلغ پندرہ روپے بطور عطیہ ملتے ہیں۔ خاکسار کے والد بفضل خدا زندہ ہیں۔ اس لئے اس کے علاوہ خاکسار کی کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنے الاؤنس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اپنی آمدنی کی کمی وبیشی کی اطلاع دفتر کو بھجواتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم یا حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کر دوں۔ تو وہ رقم یا حصہ جائیداد سے منہا تصور کیا جائے۔ العبد :۔ کرم الٰہی ظفر واقف زندگی دارالمجاہدین قادیان۔ گواہ شد شیر علی عفی عنہ۔ گواہ شد محمد صادق عفی عنہ۔

**۶۰۹۳ء** ۔ منکہ شیر علی ولد پیر بخش قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳ ۱۲ ۱۹ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ زمین دو بیگھہ بارانی قیمتی چار صد روپیہ جو دو صد روپیہ میں گروی ہے۔ اور ایک مکان خام قیمتی اندازاً دو صد روپیہ جس میں میرا بھائی بھی شریک ہے۔ یہ زمین اور مکان موضع اگووال ڈاکخانہ دولت نگر ضلع گجرات پنجاب میں واقع ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت عنہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد :۔ شیر علی مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد شیر علی عفی عنہ بی۔ اے۔ گواہ شد میر احمد مؤذن مسجد مبارک۔

**۶۰۹۴ء** ۔ منکہ میر احمد ولد چودھری مہر الدین صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳ ۱۲ ۱۹ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد علاوہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد :۔ میر احمد بقلم خود مؤذن مسجد مبارک۔ گواہ شد شیر علی عفی عنہ گواہ شد شیر علی مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

**۶۰۹۵ء** منکہ سید بشیر احمد ولد سید عبدالحی صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۱۶ ۱/۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۲ ۱۲

# آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

چیز وہی اچھی جسے مخلوق اچھا کہے۔ دنیا مان گئی ہے کہ ہمارے کارخانہ کی ساختہ ادویہ اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ یہ شاندار رائیں جو درج ذیل ہیں۔ بالکل تازہ ہیں یعنی ایک ماہ کے اندر اندر کی

**محترمہ جناب بیگم صاحبہ** نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ اپنے گرامی نامہ میں فرماتی ہیں کہ "آپ کا موتی سرمہ مفید رہا۔ لہذا ایک تولہ اور بذریعہ وی۔ پی ارسال کیجئے"۔

**جناب سردار غلام سرور خاں صاحب ذیلدار** فتح خاں ضلع ڈیرہ غازیخاں سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے آپ کے موتی سرمہ کا استعمال کیا۔ جو نہایت کامیاب رہا۔ مجھے ککروں کی پڑبال کی سخت تکلیف تھی۔ اس کے استعمال سے سو فی صدی فائدہ رہا۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ براہ نوازش دو ۲ تولہ اور بھیجئے"۔

**جناب سردار تارا سنگھ صاحب کھلاری** ضلع پلاموسے لکھتے ہیں۔ کہ "آج تک آپ سے جتنی دوائیں بھی منگوائیں۔ قریباً سو فی صدی مفید رہیں۔ براہ نوازش اب اکسیر بواسیر اور سرمہ جلد بذریعہ وی۔ پی بھیجئے"۔

**جناب فرحت اللہ صاحب** قصبہ شیر کوٹ ضلع بجنور سے لکھتے ہیں۔ کہ "پہلے آپ سے موتی سرمہ منگوایا گیا۔ مجھے اور میرے احباب کو بیحد مفید رہا۔ لہذا اب تین شیشیاں اور بذریعہ وی پی جلد بھیجئے دنیا مان گئی ہے۔ کہ صرف موتی سرمہ ہی جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک

**جناب میر اسحاق علی صاحب** احمدی وکیل ہائیکورٹ محبوب نگر دکن سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپکی دوا اکسیر اکبر سے مجھے بیحد فائدہ ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ براہ کرم ایک ماہ کی خوراک اکسیر اکبر مارواڑی سیٹھ صاحب جن کا پتہ درج ذیل ہے۔ جلد بذریعہ وی پی ارسال فرمائیے"۔

**اکسیر اکبر** :۔ موتی۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین۔ جدبیدستر۔ سونے کے کشتہ وغیرہ کا بینظیر مرکب ہے۔ بلاشبہ یہ شہنشاہ مقویات ہے۔ جس کا اثر مستقل ہے۔ جس نے ایک دفعہ استعمال کی۔ وہ ہمیشہ کا گرویدہ ہوگیا۔ باوجود بیش بہا قیمتی ومقوی اجزاء کا مرکب ہونے کے قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف بیس ۲۰ روپے جو قریباً اصل لاگت ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

**ملنے کا پتہ :۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان (پنجاب)**

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بمد وصیت جمع کرادوں۔ تو وہ رقم میرے حصہ وصیت کردہ میں سے منہا کر دیجائیگی میری موجودہ جائیداد اس وقت سوائے پارچات پوشیدنی اور درسی کتب کے کوئی نہیں۔ میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ تا زیست صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری ذاتی آمد اسوقت کوئی نہیں۔ جو خرچ مجھے ماہوار ملتا ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ العبد سید بشیر احمد

گواہ شد سید عبدالحی آف منصوری۔ گواہ شد مرزا شریف احمد۔

چونکہ عزیز سید بشیر احمد طول عمرہ کی عمر ۱۶ ۱/۲ سال ہے۔ اور قانونی طور پر ۱۸ سال کی عمر ہونے پر وصیت کر سکتا ہے۔ اسلئے میں ذاتی طور پر اس کا ذمہ لیتا ہوں۔ کہ جبتک عزیز ۱۸ سال کا نہ ہو۔ میں اس کے خرچ ماہوار جو اسکو دیا جائیگا۔ میں سے ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور جب عزیز کی عمر ۱۸ سال کی ہو جائیگی۔ اس وقت وہ اس وصیت کی دوبارہ تصدیق کر دیگا۔ العبد : خاکسار

ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ رمئی ۱۹۲۲ء

جلد ۱۰ نمبر ۸

# نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویہ

## موتی سُرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑ بال۔ ناخونہ۔ گوٹا بخنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ۔

## حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کا موتی سرمہ استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔

## اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ۔ اعصاب میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

## جناب ملک شیر محمد خانصاحب کوٹ رحمت خاں

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے مثلاً فالج۔ پسلی کا درد۔ پیشاب کا جلن سے آنا اکسیر البدن کے ذریعہ ان سب کو آرام آگیا۔ آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں۔ اسکی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے۔ ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔

## اکسیر اکبر

### جس کا اثر مستقل ہے

اکسیر البدن کے علاوہ اس میں حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہمبین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ یہ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بیس روپے (عشر) محصولڈاک علاوہ۔

## اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد خاں صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر پینتالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری قریباً بیس سال سے تھی۔ استعمال کرائی گئی اور دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔" اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

## تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپکی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدہ کے درد۔ جگر کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کے لئے اکسیر ہے۔ قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے۔ مفصل حالات پر چہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ

## تریاق اعظم سے جال بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب اپر ایر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی۔ میں اسکی جس قدر بھی تعریف کروں۔ کم ہے۔ یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جال بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہو گئی۔ اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے۔ تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

## اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو۔ زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

## تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پہلے بھی اکسیر بواسیر نامی دوائی آپ سے منگوائی تھی۔ جس سے وہ دوست ایک سال تک بہت اچھے رہے۔ ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔ لہذا بدیں خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

## اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کے لئے واقعی اکسیر ہی ہے۔ اسلئے اس کا نام اکسیر بچگان رکھا گیا۔ اسمیں ہر قسم کی پیچش اور بچوں کے سوکھا پن دبلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے یہ دوا بفضل خدا تیر بہدف ہے۔ سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ دوا ان عوارض کے لئے تریاق ہے۔ اور پھر بڑی عمر والوں کے لئے بھی اسہال پیچش وغیرہ میں یہ دوا بہت مفید ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## موتی دانت پوڈر

ہیلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط اور بدبو کے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے۔ اکیر روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ

## رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بینظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا آنکھوں میں ہر وقت اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے آپ کو بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں پندرہ تولہ دوا ہے۔ قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤ گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بینظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے۔ تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو۔ تو تمام گھر کی فضاء اس قدر خراب ہو جاتی ہے۔ کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے۔ اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے۔ اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو۔ کہ صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت ایک سو گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

## افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے خرچ کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہے۔ یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی۔ قیمت ڈیڑھ صد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ

## سند یافتہ ڈاکٹر کی رائے کہ یہ گولیاں تیر بہدف ہیں

جناب ڈاکٹر گوہر الدین صاحب سول ہسپتال منجان اپر برما سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ تین سو گولی کا پہلے آرڈر دے چکا ہوں۔ پانچ سو گولی کا اور آرڈر دیتا ہوں۔ فوراً روانہ کیجئے۔ واقعی یہ گولیاں افیون چھڑانے کے لئے تیر بہدف ثابت ہوئیں۔ اور ان کے ذریعہ افیون بآسانی چھٹ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ایجاد کے لئے جزائے خیر دے۔"

## اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ۔ کیونکہ یہ ایسا نامراد مرض ہے کہ اسکی وجہ سے نہ اٹھتے بنے بیٹھتے۔ نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے نہ پھرتے حتیٰ کہ مریض کو کسی پہلو بھی چین نہیں آتا۔ اگر دمہ کے بیمار کو زندہ درگور کہا جائے۔ تو صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس موذی مرض سے بچائے۔ ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور صحیح تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے چھٹکارا کرا دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک علاوہ۔

## جناب ملک شیر محمد خاں صاحب رئیس کوٹ رحمت خاں

سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "سالانہ جلسہ پر جو آپ سے اکسیر دمہ اکسیر البدن اور اکسیر اکبر لایا۔ استعمال کیں۔ حیران رہ جاتا ہوں۔ اور خیال پر خیال آتا ہے کہ یہ نسخے آپنے کہاں سے حاصل کئے۔ اگر میں اور بیان کروں۔ تو فلک بھی سربسجود ہو جائے۔ بلاشبہ آپکی ادویہ بجھتی ہوئی شمع پوری طاقت سے روشن ہو جاتی ہے۔ ان کی خوبیاں صرف استعمال سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ الفاظ میں کیسے بیان ہوں۔ آپ کی محنت اور کوشش پر بے ساختہ جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنے کو جی چاہتا ہے۔ ان بینظیر فوائد کے سامنے قیمت کی کوئی حقیقت نہیں۔

## اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد طبیعت سرد۔ چہرہ زرد۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا بھوک مری ہوئی۔ غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اسکی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی۔ تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## بیس سالہ احتلام اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب نگہال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں۔ کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی۔ اس سے اس حد تک فائدہ ہوا۔ کہ بیس سال کے امراض احتلام۔ جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

## مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو۔ تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے۔ لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی خوشبو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح لاحول سے شیطان اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے۔ اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے۔ دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے قیمت اکیر روپیہ چار آنے۔ محصول ڈاک علاوہ

## بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑ سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

## تریاق درد گردہ

درد گردہ بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے اسکی بیخ کنی کیلئے یہ بہترین دوا ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول ڈاک علاوہ

تمام ادویات کے ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)